www.KitaboSunnat.com

مقالات

شیخ الحدیث

حضرت مولانا ابوشفیق محمد رفیق صاحب اثری

قسط ۲ (آخری)

فقاہتِ ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقیہ و مجتہد حضرت ابوہریرۃؓ، مشاہیرِ اُمت کی نظر میں:

ابن القیمؒ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ فتوے دیتے رہے۔ ان میں سے جن کے فتاویٰ محفوظ ہیں، ایک سو تیس سے زائد ہیں۔ پھر ان میں سات ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک ایک کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ جبکہ بعض ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ سے ایک چھوٹا جزو تیار ہو سکتا ہے۔"

ان کے اسماءِ گرامی حسب ذیل ہیں:

"حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت اُمِ سلمہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابوسعیدؓ، حضرت ابوہریرۃؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابوموسیٰؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ۔" [۵۷]

اسی طرح ابنِ حزمؒ نے تیرہ [۱۳] متوسط درجہ کے مفتیین صحابہؓ میں چوتھے نمبر پر حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا ہے [۵۸]

---

[۵۷] اعلام الموقعین ج ۱ ص ۵

[۵۸] الاحکام فی اصول الاحکام ج ۵ ص ۹۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ حافظِ حدیث اور فقیہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور علم کا برتن تھے، کبار ائمۂ فتویٰ میں سے تھے — عظیم مرتبہ کے مالک، عابد اور منکسر المزاج تھے۔[۵۹]

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "ابو حامد غزالی رحمہ اللہ، قاضی عیاض رحمہ اللہ کے اس قول پر کہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ مفتی نہیں تھے، نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں فتوے دیتا رہا، اور اس سے اس کو روکا نہیں گیا، وہ مجتہدین میں سے ہے۔"[۶۰]

ابن امیر الحاج لکھتے ہیں: "اسبابِ اجتہاد میں سے کوئی (سبب) بھی ان میں معدوم نہ تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں فتویٰ دیتے رہے اور اس زمانہ میں مجتہد ہی فتاویٰ ارشاد فرماتے تھے۔ آٹھ سو رواۃ صحابی رضی اللہ عنہ اور تابعین رحمہم اللہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔[۶۱]"

شیخ علاء الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں تھے، بلکہ فقیہ تھے اور اجتہاد کے اسباب میں سے کوئی بھی ان میں ناپید نہیں تھا۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے اور اس زمانہ میں فقیہ مجتہد ہی فتویٰ دیتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے روزہ میں بھول کر کھا پی لینے والے کے بارے میں حدیثِ ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ پر عمل کیا ہے۔ حالانکہ وہ حدیث قیاس کے مخالف ہے۔ امام صاحب نے فرمایا "یہ حدیث نہ ہوتی تو میں قیاس پر عمل کرتا۔"[۶۲]

فصول الحواشی شرح اصول شاشی میں ہے: "ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فقیہ تھے۔ اسبابِ اجتہاد میں سے کوئی بھی سبب ان میں مفقود نہیں تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے اور اس زمانے میں فقیہ مجتہد ہی فتویٰ دیتے تھے۔ مؤمن مخلص تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ! — آپ نے ان کے لیے حفظ کی دعا کی تھی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے لیے

---

۵۹ تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص ۳۲-۳۳

۶۰ المنخول من تعلیقات الاصول ص ۴۷۰

۶۱ دفاع عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ص ۲۴۲ نقلاً عن شرح علی التحریر لابن ہمام ج ۲ ص ۲۵۱

۶۲ المرجانی علی التوضیح ج ۳ ص ۴۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا حفظ قبول فرمائی اور دنیا میں ان کا نام مشہور ہوا"[۶۳]

ایک اور محشی "اصولِ شاشی" لکھتا ہے: "ابوہریرۃؓ فقیہ مجتہد تھے۔ ابن الہمام نے "التحریر" میں ان کے فقیہ ہونے کی صراحت کی ہے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب کے دور میں بحرین کے قاضی تھے۔ متن میں جو لکھا ہے کہ وہ غیر فقیہ تھے محققین علماء احناف کے ہاں یہ ایک مرجوح بات ہے"[۶۴]

قاضی ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں: "ابوہریرۃ رضؓ کو غیر فقیہ کہنا بہت بڑی جسارت اور دین کے ساتھ استہزاء ہے۔ ابوہریرۃؓ اور ابنِ عمرؓ بہت بڑے فقیہ تھے۔ میں جامع منصور میں علی بن محمد قاضی القضاۃ کی مجلس میں بیٹھا تھا، ہمارے ایک ساتھی نے سنایا کہ ابوہریرۃ رضؓ پر ایک شخص نے یہ طعن ہمارے سامنے کیا کہ اچانک ایک سانپ مسجد کی چھت سے نیچے گرا اور اس شخص کا رخ کیا جو یہ بات کہہ رہا تھا۔ لوگ اُٹھ بھاگے۔ اور سانپ وہیں کہیں گم ہو گیا۔ وہ شخص آئندہ اس قسم کی بات کہنے سے خوف زدہ ہو گیا"[۶۵]

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحؒ لکھتے ہیں: "ابوہریرۃ رضؓ کو غیر فقیہ کہنا غلط بات ہے۔ وہ ان فقہاء میں سے ہیں جو صحابہ رضؓ کے دور میں فتویٰ دیتے تھے، جیسا کہ ابن الہمام نے "تحریر الاصول" میں اور ابنِ حجر رحؒ نے "اصابہ" میں وضاحت کی ہے"[۶۶]

علامہ انور شاہ کاشمیری حنفی رحؒ لکھتے ہیں: "بغداد کی مسجد رصافہ میں ایک حنفی اور شافعی کے درمیان حدیثِ مصراۃ[۶۷] پر مناظرہ ہوا۔ حنفی نے کہا ابوہریرۃؓ قابلِ اجتہاد اور فقیہ نہیں تھے۔ اچانک اس پر ایک سانپ گرا حنفی دوڑنے لگا اور سانپ اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ اسے کہا گیا، اپنے قول

---

[۶۳] ازالۃ الحیرۃ عن فقاہۃ ابی ہریرۃؓ للاستاذ عبدالجبار الجیفوری ص ۴

[۶۴] احسن الحواشی علیٰ اصول الشاشی ص ۲، طبع مکتبہ امدادیہ ملتان

[۶۵] تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۱ بحوالہ عارضۃ الاحوذی

[۶۶] سعایہ شرح، شرح الوقایۃ

[۶۷] مصراۃ اس جانور کو کہتے ہیں، جسے بیچنے سے قبل دوہا نہ جائے اور اس کے تھنوں میں دودھ جمع ہو جائے تاکہ خریدار سمجھے کہ یہ جانور بہت دودھ دیتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص ایسا جانور خریدے اسے اختیار ہے کہ یا تو اس جانور کو رکھ لے یا بائع کو واپس کرے اور ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دے۔ حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے اور اس کے راوی ابوہریرۃؓ غیر فقیہ ہیں، اس لیے تسلیم نہیں۔ حدیثِ مصراۃ سے اسی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تو بہ کر۔ اس نے توبہ کی پھر اس کو سانپ نے چھوڑا۔"[۶۸]

سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں :

"اکابر صحابہ کے بعد مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوہریرۃؓ اور حضرت عائشہؓ زیادہ تر یہی چار بزرگوار فقہ و فتاویٰ کی مجلس کے مسند نشین تھے۔"[۶۹]

فقاہتِ ابی ہریرۃؓ کا سب سے پہلا منکر :

اُمت میں حضرت ابوہریرۃؓ کے فقیہ ہونے کا کسی نے انکار نہیں کیا، بلکہ صحابہؓ کے دور میں ان کا فتویٰ دینا اور مجتہدین میں شمار ہونا ایک مسلّم بات تھی۔ البتہ ابراہیم نخعیؒ، جو کہ تابعی تھے، سے منقول ہے کہ "ابوہریرۃؓ فقیہ نہیں تھے۔" ان کی تردید کرتے ہوئے امام ذہبیؒ لکھتے ہیں :

"بیہ بے معنیٰ بات ہے۔ کیونکہ قدیم وجدید کے مسلمانوں نے ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ان کے حفظ و جلالت اور پختگی کے باعث قبول کیا ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ ابنِ عباسؓ ایسے فقیہ ان کے سامنے مؤدبانہ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں "ابوہریرۃؓ، فتویٰ دیجیے"!"[۷۰]

ابراہیم کے ترجمہ (حالات) میں لکھتے ہیں :

"ان کی اپنی عربیت اچھی نہیں تھی اور بعض تر عبارت میں غلطی کرتے تھے۔ علماء نے ان کے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ "ابوہریرۃؓ فقیہ نہ تھے" ابنِ عساکر نے بھی اس قول کی تردید کی ہے۔" (ایضاً)

ابنِ کثیر نے کہا: "جمہورِ اُمت اس قول کے خلاف ہیں۔"[۷۱]

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُمت میں ابراہیم نخعیؒ کے اس قول کو کسی نے بھی

---

[۶۸] العرف الشذی علی جامع الترمذی ص ۳۹۴

[۶۹] سیرتِ عائشہ صدیقہؓ ص ۲۲۵

[۷۰] میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳۵

[۷۱] البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۰۹-۱۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابلِ اعتنا نہیں سمجھا۔ حتیٰ کہ امام ابوحنیفہؒ، جنہوں نے اپنی فقہ کی بنیاد ہی امام نخعیؒ کے اقوال پر رکھی ہے، سے بھی صراحۃً اس بات کو کوئی نقل نہیں کرتا۔

غیر فقیہ کی روایت مخالفِ قیاس :

باقی رہی یہ بات کہ "غیر فقیہ کی روایت چاہے سنداً صحیح ہو، قیاس کے مقابلہ میں مردود ہے گی۔ سرخسی اپنی کتاب میں یوں بیان کرتا ہے: "غیر فقیہ کی جو روایت قیاس کے موافق ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔ اور جو قیاس کے مخالف ہے اور اُمت اسے قبول کرلے تو بھی معمول بہ ہوگی، ورنہ شرعاً قیاس صحیح روایت پر مقدم ہے تاکہ رائے کا دروازہ بند نہ ہو جائے۔"[۴۲]

متن الحسامی، المنار، اسی کی شرح نور الانوار اور اصول الشاشی میں سرخسی کی کتاب کی ہی نقل در نقل ہے۔ اور اس کی مثال میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ کو پیش کرتے ہیں۔ صاحبِ نور الانوار[۴۳] نے اس نظریہ کو عیسیٰ بن ابان کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو کہ ایک معتزلی شخص تھا اور اس نظریہ کو احناف میں رائج کرنے میں اس کا کافی دخل ہے۔

بزدوی نے فقیہ راوی کی شرط کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا ضبط بہت بڑا کام ہے۔ ان میں روایت بالمعنیٰ عام تھی۔ جب راوی کی فقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے معانی سے قاصر ہوگی تو خطرہ ہوگا کہ حدیث کے مفہوم میں لغزش ہو۔"[۴۴]

اصولِ بزدوی کے شارح عبدالعزیز بن احمد بخاری فرماتے ہیں:

"روایت کی ترجیح و تقدیم کے لیے فقہ راوی کی شرط قاضی عیسیٰ بن ابان کا مذہب ہے، قاضی ابوزید نے بھی اس کو اپنایا ہے اور اکثر متاخرین بھی اس کے ہمنوا ہیں۔ لیکن شیخ ابوالحسن کرخی اور اس کے اصحاب قیاس پر حدیث کی تقدیم کے لیے فقہ راوی کو شرط نہیں بناتے، بلکہ وہ ہر عادل ضابطہ کی حدیث

۴۲ھ اصول السرخسی ج ۱ ص ۳۴۱

۴۳ھ نور الانوار ص ۱۷۹

۴۴ھ اصول بزدوی ص ۶۹۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قبول کرتے ہیں، جب کہ یہ کتاب اور سنّتِ مشہورہ کے خلاف نہ ہو اور اسے قیاس پر مقدم جانتے ہیں۔ اکثر علماء کا یہی نظریہ ہے ۔۔ عدالت و ضبطِ راوی کے بعد معنیٰ میں تبدیلی ایک موہوم بات ہے"۔ ؎۵۵

شرطِ فقاہتِ راوی پر نقد:

صاحبِ دراسات اللبیب فرماتے ہیں:

۱۔ فقہِ راوی کو تحمل اور صدقِ روایت میں کوئی اثر نہیں۔

۲۔ صحابہؓ میں یہ امکان ہی نہیں کہ روایت بالمعنیٰ میں ایسی غلطی کریں، جس سے حدیث کا مقصود فوت ہو جائے۔

۳۔ جو لوگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ضبط کرنے میں کوشش فرماتے تھے، کیسے ممکن ہے کہ معنیٰ ادا کرتے ہیں غلطی کریں؟

۴۔ وہ لوگ اہلِ زبان تھے ان سے ادائے معنیٰ میں غلطی کا احتمال کہاں ہو سکتا ہے؟ پھر ابو ہریرۃؓ جیسا دانشمند آدمی، جن کی طرف بوقتِ ضرورت عبادلہ ؎۵۶ ایسے فقہاء صحابہ رضی رجوع فرماتے تھے!

۵۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں حفظ کے لیے دعاء فرمائی۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ ابوہریرۃ رضی فرماتے ہیں، "مجھے اس کے بعد نسیان نہیں ہوا" اگر یہ حفظ بلافہم ہو یا غلط فہمی کا امکان ہو، تو اس دُعاء سے کیا فائدہ؟

۶۔ جو لوگ صحیحین کے رجال کے خصائص کو جانتے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ ان میں ادنیٰ اور معمولی آدمی بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی غلط تعبیر نہیں کر سکتا۔

۷۔ شیخ ابنِ ہمام، جو احناف میں محقق ہیں، فرماتے ہیں کہ: "فقہِ راوی کی شرط ائمہ سلف میں

؎۵۵ شرح اصول بزدوی ج ۲ ص ۷۰۳۔

؎۵۶ "عبادلہ" محدثین کی اصطلاح ہے۔ اس سے مراد وہ چار صحابی ہیں جن کے نام عبداللہ ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان میں شمار نہیں ہوتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی سے منقول نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ من گھڑت بات ہے۔ ایسی بات امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔"[۷۶]

اس شرط کی احادیثِ ابی ہریرۃؓ پر زد :

اس شرط کی بنیاد پر ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ کئی احادیث کا، فقہ التقلید کے حاملین نے، جو تخریج المذہب کی حد تک محقق ہیں، انکار کر دیا ہے۔ مثلاً

۱۔ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا فَإِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ"[۷۷]

"اونٹنیوں اور بکریوں کا دودھ روک نہ رکھو۔ جو شخص ایسا جانور خرید چکے تو دو ہنے کے بعد دو میں سے بہتر کا حق اسے حاصل ہے۔ وہ چاہے تو اسے رکھ لے اور اگر چاہے تو اسے (بائع کو) واپس کر دے اور ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے۔"

ملا احمد جیون لکھتا ہے :

"اگر راوی عدالت و ضبط میں معروف ہے مگر فقیہ نہیں، تو اس کی روایت اگر قیاس کے موافق ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ اگر مخالف ہے تو نہیں۔ جیسا کہ حدیثِ مصراۃ ہے، یہ من کل وجہ قیاس کے مخالف ہے۔ کیونکہ قیاس کا تقاضا ہے کہ ضمان، یا مثلی ہونی چاہیئے یا قیمت کے ساتھ۔ اور اس حدیث میں بہر صورت ایک صاع کھجور مصراۃ کے دودھ کی ضمان بتائی گئی ہے۔"[۷۸]

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک اس حدیث کے مطابق ہے۔ ابنِ ابی لیلیٰ اور ابو یوسف

---

[۷۶] مسئلہ درایت و فقہِ راوی کا تاریخی و تحقیقی جائزہ از شیخ الحدیث محمد اسماعیل رحمہ اللہ ص ۲۶، ۲۷

[۷۷] صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۹، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳-۴-۵، مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۸۶
مسند احمد ج ۱۳ ص ۲۰۸-۲۶۲، ج ۱۴ ص ۱۱۶، ج ۲ ص ۳۸۶-۳۹۴-۴۱۰-۴۱۷-۴۲۰-۴۳۰-۴۶۳-۴۶۵-۴۶۹-۴۸۱-۴۸۳-۵۰۷

[۷۸] نور الانوار شرح المنار ص ۱۷۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں "دودھ کی قیمت واپس کرے" اور ابوحنیفہؒ بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔"

اصولِ فقہ والے سب اسی طرح لکھتے آئے ہیں۔ البتہ بعض احناف[۷۹] اس بات کی نسبت کو امام ابوحنیفہؒ کی طرف غلط قرار دیتے ہیں۔ اور ابنِ حجرؒ، ابنِ حزم۔ مؤلف عون المعبود وغیرہ، جو اس شرط کی دھجیاں اڑا چکے ہیں، سخت انداز میں ان (اصولِ فقہ والوں) کا ذکر کرتے ہیں۔

علامہ انور شاہ کاشمیریؒ اس شرط کے بے معنیٰ ہونے اور اس کی وجہ سے حدیثِ ابی ہریرۃؓ کے رد کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"اس جیسا کلام کتابوں میں سے خارج کر دینے کے قابل ہے۔ ایسی بات کوئی عالم نہیں کہتا اور نہ ہی یہ ضابطہ ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ سے مروی ہے۔ عیسیٰ بن ابان کی طرف البتہ منسوب ہے۔ انہوں نے حدیثِ مصراۃ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں کچھ بحث کی ہے۔ لوگوں نے اسی کو ضابطہ سمجھ لیا۔"

اور صاحب قمر الاقمار لکھتے ہیں:

"فقہ الراوی کی اشتراط فقط عیسیٰ بن ابان کا مذہب ہے۔ متاخرین میں جو بھی اس کے قائل ہوئے ہیں، اسی کی اتباع میں ہوئے ہیں۔ یہ مذہب نہایت کمزور ہے بلکہ مستحدث قول ہے۔ اس لیے کہ قدماء سلف سے، راوی کی فقاہت کی وجہ سے احادیث کے، قیاس پر مقدم ہونے کی شرط، منقول نہیں ہے۔ اس کے برعکس ہمارے امام اعظم سے تو یہ منقول ہے کہ ہمارے پاس ہمارے اللہ اور رسولؐ کی جو بات پہنچے گی وہ سر آنکھوں پر!"[۸۰]

پس اس میں سارا قصور اصولیین کا ہے، انہوں نے ایک ایسی بات کو، جو ان کے ائمہ کے کلام اور طرزِ عمل سے بھی واضح نہیں ہو رہی تھی، ایک ضابطہ بنا کر پیش کر دیا۔ اور خام ذہن طلباء کے اذہان کو ابوہریرۃؓ ایسے مجتہد فقیہ کے خلاف مسموم کیا، جس کا مشاہدہ ہم موجودہ مدارس کے حنفی طلباء کے ساتھ گفتگو میں عام طور پر کرتے رہتے ہیں۔

---

[۷۹] اعلاء السنن ج ۱۴ ص ۵۹ تا ۷۰

[۸۰] قمر الاقمار شرح نور الانوار ص ۱۷۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا امام ابوحنیفہؒ نے احادیثِ ابی ہریرۃؓ کو رد کیا ہے؟

ابوریہ، جو عداوتِ ابی ہریرۃؓ میں ہر طرح کی اخلاقی حدود سے تجاوز کر گیا ہے اور ایک شریف انسان کی حیثیت سے جو اس کی ذمہ داریاں تھیں، انہیں بھی در خورِ اعتناء نہیں جانتا۔ ہر ممکن اور ناممکن ذریعے سے حضرت ابوہریرۃ رضؓ پر کیچڑ اچھالنا اس کا دلچسپ مشغلہ ہے۔ اس کی کتاب "شیخ المضیرۃ ابوہریرۃ" انہی غلاظتوں کا ابنار ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"محمد بن الحسن نقل کرتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ نے کہا: "میں مفتی قضاۃ صحابہؓ کی تقلید کرتا ہوں۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور عبادلہ ثلاثہ رحمۃ۔ میں ان کی رائے کے خلاف نہیں رائے دوں گا۔ تین نفر کے علاوہ انسؓ، ابوہریرہ اور سمرۃ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسؓ آخری دور میں مختلط ہو گیا تھا، وہ اپنی عقل سے فتویٰ دیتا تھا۔ میں اس کی عقل کا پابند نہیں ہوں۔ ابوہریرۃ ہر وہ بات غور و فکر کئے بغیر روایت کرتا ہے جو اس نے سنی ہے، اور وہ ناسخ منسوخ کا خیال بھی نہیں کرتا۔" [۵۸۱]

ہم کہتے ہیں، امام ابوحنیفہؒ پر یہ قول، افتراء ہے۔ امام محمدؒ کے اقوال اور ان کی روایات ان کی اپنی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہؒ کا حضرات ابوہریرۃؓ اور انسؓ کے بارے میں یہی نظریہ ہوتا تو ان کے تلامذہ ابویوسفؒ، محمد بن الحسنؒ اس نظریہ کو اپنی کتابوں میں ضرور درج کرتے۔

ابوریہ نے ایک کتاب "مرآۃ الوصول شرح مرقاۃ الوصول" کا حوالہ دیا ہے۔ جو کہ محمد بن فراموز ملا خسرو متوفی ۸۸۵ھ کی تالیف ہے۔ چنانچہ نویں صدی کا یہ مؤلف، امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول نقل کرتا ہے، جبکہ اس سے پہلے کے مؤلفین کے ہاں اس کا کوئی نام و نشان تک نہیں ملتا۔ یہی بات اس قول کے وضعی ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ نیز اس کے برعکس امام ابوحنیفہؒ سے ان کے شاگرد نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام نے کہا:

"میں اللہ کی کتاب سے استدلال کرتا ہوں۔ اگر مجھے اس میں نہ ملے تو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔ اگر اس میں نہ ملے تو صحابہؓ میں سے کسی ایک کا قول لیتا ہوں۔ ان کے قول کو چھوڑ کر کسی اور کا قول نہیں لیتا۔" [۵۸۲]

---

۵۸۱ شیخ المضیرۃ ابوہریرۃ ص ۱۴۶ طبع ثالث۔

۵۸۲ تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال ہمیں امام ابو حنیفہ کا ایسا کوئی صریح قول معلوم نہیں جس میں انہوں نے کہا ہو کہ "یہ ابوہریرۃؓ کی حدیث ہے اور مخالفِ قیاس ہے، میں اسے قبول نہیں کرتا۔"

تنبیہ: "دفاع عن ابی ہریرۃ" ص ۲۴۵ اور "الانوار الکاشفۃ" ص ۱۰۵ میں ہے: "ابوریہ نے یہ حکایت کتاب المؤمّل لابی شامہ کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ ابو شامہ ساتویں صدی کے شافعی علماء میں سے تھے۔ ان کے اور امام محمد بن حسنؒ کے درمیان کئی صدیوں کا فاصلہ حائل ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ حکایت انہوں نے کس سے لی ہے، علامہ کوثری نے رسالہ الترحیب ص ۴۴ میں بھی اسی کا حوالہ دیا ہے۔ محمد بن حسنؒ سے، ابو حنیفہؒ کی ایسی روایت کی، جس کا کتبِ حنفیہ میں کوئی اتہ پتہ نہیں ملتا، کیا قیمت ہو سکتی ہے؟"

مگر ابوریہ نے طبع ثالث میں اس کو نانویں صدی کے ایک مؤلف ملا خسرو کے حوالہ سے بیان کیا اور ابو شامہ والا حوالہ حذف کر دیا۔ اس حوالہ سے اس روایت کی صحت میں کوئی وزن نہیں پیدا ہوا، البتہ یہ اس کے بطلان کی دلیل بنا ہے، کہ گویا ملا خسرو سے پہلے کسی مؤلف نے اس کو درج نہیں کیا۔

اسی طرح ابوریہ، ابو یوسفؒ کی یہ روایت نقل کرتا ہے:

"میں نے ابو حنیفہؒ سے کہا "میرے پاس ایسی حدیث آئے جو قیاس کے خلاف ہے؟" فرمایا "ثقہ رواۃ روایت کریں تو ہم اس پر عمل کریں گے۔" نیز فرمایا "صحابہ سب عدول ہیں، ابوہریرۃ اور انس کے سوا ......!"[۸۴]

امام ابو یوسفؒ سے یہ روایت بلا حوالہ نقل کی گئی ہے۔ کسی کتاب یا مؤلف کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ جس سے صاف واضح ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور ابوریہ کذاب کی اپنی بناوٹ ہے۔ چنانچہ عبدالمنعم صالح العلی لکھتے ہیں:

"یہ جھوٹی بات ہے۔ ثقات میں سے کوئی بھی اس کو روایت نہیں کرتا۔ ہاں ابن ابی الحدید نے اس کو ابو جعفر الاسکافی سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔"[۸۵]

---

۸۳ مختصر المؤمّل ص ۴۳ طبع ہند

۸۴ شیخ المضیرۃ ابوہریرۃ ص ۱۴۷

۸۵ دفاع عن ابی ہریرۃؓ ص ۲۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوہریرۃ رضؓ شمس الائمہ سرخسی کی نظر میں :

روایت میں شرطِ فقہ کو اصول کی کتابوں میں سب سے پہلے درج کرنے والے سرخسیؒ نے حضرت ابوہریرۃ رضؓ کی مدح کرتے ہوئے لکھا ہے :

"کوئی یہ نہ سمجھے، ہماری اس بات میں ابوہریرۃ رضؓ کی تحقیر کا پہلو ہے۔ حاشا وکلا! — عدالت وحفظ وضبط میں وہ مقدم ہیں۔ ان کی عدالت اور طویل صحبت میں کوئی شک نہیں ہے۔" [۸۶]

ابوہریرۃ رضؓ فقہاء احناف کے ہاں

ابن ہمامؒ لکھتے ہیں :

"راوی صحابی یا تو مجتہد ہے۔ جیسے خلفاء اربعہؓ اور عبادلہ رضؓ۔ ان کی روایت مطلقاً قیاس پر مقدم ہے۔ اور یا عادل ضابط ہے۔ جیسے ابوہریرۃ رضؓ، انسؓ، سلمانؓ اور بلال رضؓ وغیرہ۔ ان کی روایت بھی مقدم ہوگی، الّا یہ کہ قیاس کے بالکل مخالف ہو۔ مگر یہ عیسیٰ بن ابان اور قاضی ابوزید کا ہی قول ہے — اور ابوہریرۃ رضؓ مجتہد ہیں، عیسیٰ اور ابوزید کے علاوہ سب فقہاء حنفیہ حدیث کو مطلقاً قیاس پر مقدم جانتے ہیں" [۸۷]

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن ابان اور قاضی ابوزید کے علاوہ ذمہ دار فقہاء احناف میں سے کسی نے بھی اس شرط کی بناء پر حضرت ابوہریرۃ رضؓ کی روایت کو رد نہیں کیا۔

نیز امام سرخسی فرماتے ہیں :

"صحابہ رضؓ میں کچھ ایسے ہیں، جو فقہ، رائے اور اجتہاد میں معروف ہیں۔ اور کچھ ایسے جو عدالت وحسنِ ضبط وحفظ میں مشہور ہیں۔ پہلے نوع میں خلفاء راشدینؓ، عبادلہ رضؓ، زید بن ثابتؓ، معاذ بن جبلؓ، ابوموسیٰ اشعری رضؓ اور عائشہ رضؓ، وغیرہ ہیں۔ ان کی روایت کردہ احادیث پر عمل واجب ہے، قیاس کے موافق ہو یا مخالف۔ اگر مخالف ہیں

---

۸۶ اصول السرخسی ج ۱ ص ۳۴۱

۸۷ دفاع عن ابی ہریرۃؓ نقلاً عن التحریر لابن الہمام ص ۲۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔ دوسری نوع میں ابوہریرۃ رض اور انس رض آتے ہیں، ان کی روایت بھی قابلِ اعتماد ہے۔ إلّا یہ کہ قیاس کے خلاف ہو اور قیاس کے انسداد کے اندیشہ سے ایسا ہو گا۔ ہمارے اصحاب میں کبار اس نوع کی احادیث پر اعتماد کرتے ہیں۔ امام محمدؒ نے ابوحنیفہؒ سے روایت کیا کہ انہوں نے انس بن مالک رض کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا اور ابوہریرۃ رض کا درجہ ان سے کہیں بلند ہے۔ اس سے واضح ہے کہ ان کی روایت پر عمل انہوں نے متروک نہیں کیا، صرف ضرورت کے وقت قیاس پر عمل کرتے ہیں"[۸۸]

امام محمدؒ روایت کرتے ہیں:

"ہمیں ابوحنیفہؒ نے خبر دی، فرماتے ہیں: "ہم کو عثمان بن عبداللہ بن موہب نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے ابوہریرۃ رض کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ ہر سجدہ اور رفع کے وقت تکبیر کہتے تھے"، امام محمدؒ کہتے ہیں: "ہمارا مسلک بھی یہی ہے اور ابوحنیفہؒ بھی اسی کے مطابق کہتے ہیں"[۸۹]

ان دلائلِ واضحہ سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب، حضرت ابوہریرۃ رض کو ثقہ، عادل، ضابط سمجھتے ہیں، نہ کہ دروغ گو اور ناقابلِ اعتبار۔ جیساکہ بدبخت ابوریہ اپنی کتاب میں ثابت کرنا چاہتا ہے۔

لطیفہ:

اصولِ فقہ پر لکھنے والے سب ہی علماء احناف نے اس ضابطہ کی مثال میں ابوہریرۃ رض کی حدیثِ مصرّاۃ کو بیان کیا ہے۔ حالانکہ ابوہریرۃ رض اس کے روایت کرنے میں اکیلے نہیں ہیں، بلکہ ایک اور فقیہ صحابی عبداللہ بن مسعودؓ، جن کی فقاہت ان کے نزدیک مسلّم ہے، کا فتویٰ بھی اس کے مطابق ہے[۹۰]

---

[۸۸] دفاع عن ابی ہریرۃ رض ص ۲۷۴۔ نقلاً عن اصول السرخسی ج ۱ ص ۳۴۰-۳۴۲

[۸۹] کتاب الآثار امام محمدؒ ج ۱ ص ۱۳۳

[۹۰] دیکھئے صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے واضح ہوا کہ فقہاءِ صحابہؓ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث قبول کرتے تھے۔ چنانچہ یا تو ابوہریرہؓ ان کی نظر میں فقیہ ہیں یا وہ تقدیم حدیث کے قائل ہیں۔ وہو المدّعیٰ !

شرط "فقہِ راوی" پر سرخسی کا استدلال :

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے یہ حدیث بیان فرمائی :

تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ۔

"آگ کی پکی چیز سے وضو کرو۔"

اس پر حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا "اگر میں گرم پانی سے وضو کروں تو کیا پھر اس کے نتیجہ میں دوبارہ وضو کرنا ہوگا؟"

اسی طرح ابوہریرہ رضؓ نے یہ حدیث بیان کی :

"مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً فَلْيَتَوَضَّأْ ۔"

"جو جنازہ اٹھائے وہ وضو کرے!"

تو ابنِ عباسؓ نے کہا "کیا خشک لکڑیاں اٹھانے سے بھی ہم پر وضو لازم ہو جاتا ہے"؟

ان روایات میں ابنِ عباسؓ نے قیاس سے استدلال کیا ہے اور حدیث پر عمل نہیں کیا۔"[91]

جواب :

اصل بات یہ ہے کہ اس بارے میں حضرت ابنِ عباسؓ کے ہاں ایک مرفوع حدیث موجود ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غُسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَّلْتُمُوهُ إِنَّ مَيِّتَكُمْ يَمُوتُ طَاهِرًا وَلَيْسَ يَنْجُسُ فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ"۔[92]

---

[91] دفاع عن ابی ہریرۃؓ عن اصول السرخسی ص ۲۴۰

[92] السنن الکبریٰ للبیہقیؒ ج ص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میت کے غسل دینے میں غسل نہیں ہے تمہارا میت پاک ہے وہ پلید نہیں ہو جاتا۔ یہی کافی ہے کہ تم اپنے ہاتھ دھو لو۔"

حافظ ابنِ حجرؒ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے[93]

حدیثِ ابی ہریرۃؓ یا تو استحباب پر محمول ہے اور یا وضوء سے مراد ہاتھ دھونا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابنِ عباسؓ صرف قیاس اور عقلی دلیل سے حضرت ابو ہریرۃؓ سے گفتگو نہیں کر رہے تھے، بلکہ ان کے پیشِ نظر حدیثِ مرفوع تھی۔ اور اس حدیثِ مرفوع کی مزید تائید عقلی دلیل سے بھی کر رہے تھے، واللہ اعلم!

باقی رہا آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضوء کرنا، تو اس بارے حضرت ابو ہریرۃؓ نے حضرت ابنِ عباسؓ کو حدیث کے مقابلہ میں رائے پیش کرنے سے منع کر دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا:

یَا ابْنَ أَخِي إِذَا أَتَاكَ الْحَدِيثُ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْأَمْثَالَ ۔

"اے بھتیجے، جب تیرے پاس حدیث آجائے تو اپنی مثالیں نہ دیا کر!"

اس پر ابنِ عباسؓ خاموش ہو گئے اور گویا ابو ہریرۃؓ کے موقف کو تسلیم کر لیا۔

یاد رہے اس حدیث "تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ" کو حضرت عائشہؓ جو فقیہہ ہیں، بھی روایت کرتی ہیں[94] تو پھر فقیہہ کی روایت کے مقابلہ میں تو کوئی بھی قیاس کو مقدم نہیں جانتا!

اسی طرح سرخسی نے حضرت عائشہؓ کے بعض استدراکات سے بھی استدلال کیا ہے جو انہوں نے حضرت ابو ہریرۃؓ پر فرمائے تھے۔ ان کے تفصیلی جوابات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ایک سوال:

امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ عدم رفع یدین کے بارے میں منقول حدیث ابنِ مسعودؓ

---

[93] تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۲۴

[94] صحیح مسلم ج ا ص ۱۵۷

ع صاحبِ مضمون کی کتاب کی طرف اشارہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو انہوں نے فقہ الرواۃ کی بنیاد پر ترجیح دی ہے؟

جواب :

یہ حکایت ابن عیینہ رضؓ سے معلقاً مروی ہے اور معلق روایات ناقابلِ حجت ہوتی ہیں۔ صاحبِ دراسات اللبیب لکھتے ہیں :

"فقیہ کی روایت کو غیر فقیہ کی روایت پر ترجیح دینے کا قول، جو امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب ہے، وضعی ہے۔ ان کا فرمودہ نہیں ہے۔" [95]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں :

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ و امام شافعیؒ کے مابین اختلافات کی بنیاد وہ اصول ہیں جو بزدوی وغیرہ کی کتبِ اصول میں منقول ہیں، حالانکہ یہ اصول ان ائمہ سے منقول نہیں، ان کے کلام سے بعد والوں نے اخذ کئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ خاص مبین ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ عام قطعی ہے خاص کی طرح ___ کثرۃ رواۃ کی وجہ سے ترجیح صحیح نہیں۔ ___ بابِ رائی کے انسداد کے اندیشہ سے غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہیں ___ شرط و وصف کے مفہوم کا کوئی اعتبار نہیں ___ اور یہ کہ امر کا موجب ہمیشہ وجوب ہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ! ___ یہ ایسے اصول ہیں جو ائمہ کے کلام سے تخریج کردہ ہیں۔ ان کی روایت امام ابوحنیفہؒ سے ثابت ہے اور نہ ان کے صاحبینؒ سے۔" [96]

اشتراط فقہ الراوی کے بطلان پر ایک اور دلیل :

قیاس کے اصل میں شبہ ہوتا ہے اس لیے کہ مقیس علیہ کی وصف کا، جو فرع میں لاحق ہے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی وجہ سے مقیس علیہ کا حکم مقیس فرع میں ثابت ہے۔ بخلاف حدیثِ رسولؐ کے، کہ وہ یقینی ہے اور رسولؐ کا فرمودہ! ___ اس میں شبہ صرف نقل و اسناد میں ہو سکتا ہے لیکن جب راوی عادل، حافظ اور تام الضبط ہے تو یہ شبہ بھی زائل ہو گیا! ___ اس لیے اشتراطِ فقہ ایک بے معنی بات ہے۔" [97]

---

[95] دراسات اللبیب ص ۱۸۳ [96] حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۶۵-۱۶۶

[97] ازالۃ الحیرۃ فی فقاہت ابی ہریرۃؓ ص ۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ